مولانا الطاف حسین حالیؔ کی عربی مکتوب نگاری پر ایک نظر

ڈاکٹر عبدالغفار ☆

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن ☆☆

Abstract

Moulana Altaf Hussain Hali

Altaf Hussain Hali (1837- 1914) was an Urdu poet and writer, circumstances did not permit him to attain formal education, yet he managed to acquire through sustained self effort perfect command of Urdu, Persian and Arabic and a good working knowledge of English. As a poet he did not confine himself within the bounds of the *Ghazal*, but exploited other poetic forms such as the *Nazam,* the *Rubai* and the *Marsia.* His long poem *Musaddas-e-Hali* examines the state of social and moral degradation prevalent in the contemporary Muslim society. His prose treatise, *Muqaddama-e-Shair-o-Shairi* is a pioneering work of literary criticism.

In this research paper, his few Arabic letters are discussed that shows his command on Arabic.

Key words: *Altaf Hussain Hali - Arabic letters.*

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور، رحیم یار خان کیمپس

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

مولانا حالی کا پورا نام خواجہ الطاف حسین حالی ہے، آپ کو حکومت انگلستان کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔[1]

مولانا حالی ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) کو پانی پت میں پیدا ہوئے، پانی پت شاہ جہان آباد کے شمال میں ۲۳ میل کے فاصلے پر ایک قدیم بستی ہے۔[2] پانی پت (ضلع کرنال) دہلی سے شمال کی جانب تقریباً ۵۳ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔[3]

آپ کی وفات ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کی رات کو قرآن مجید اور دعائیں سنتے ہوئے واقع ہوئی۔[4]

مولانا حالی نے اپنی نظم ونثر کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا، ان کی شاعری اور تحریریں شریعت، اخلاق، انسانی ہمدردی اور انسانی مساوات کی عکاس ہیں۔ جس جس نے حالی کا مطالعہ کیا وہ زبانِ حال اور قال سے پکار اٹھا۔

بہت جی خوش ہوا حالی سے مل کر
ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں[5]

حالی نے نظم کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی نام پیدا کیا، تریاقِ مسموم، عماد الدین (مولود شریف)، مجالس النساء، شواھد الالھام، الدین یسر، حیاتِ جاوید، حیاتِ سعدی، یادگارِ غالب اور تاریخ محمدی پر منصفانہ رائے وغیرہ کئی کتب تصنیف کیں۔

مولانا حالی عربی زبان میں بھی مہارت رکھتے تھے، انھوں نے ایک کتاب کو عربی سے اردو میں منتقل کیا، جس کا نام طبقات الارض ہے۔ جامعہ پنجاب لاہور کی طرف سے اس کتاب کو شائع کیا گیا۔[6]

آپ کی نثر نگاری میں مکتوبات کی ایک کثیر تعداد شامل ہے، آپ کے خطوط کو خواجہ سجاد حسین نے ''مکتوبات'' کے نام سے مرتب کیا، بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اس پر مقدمہ تحریر کیا، یہ مجموعہ پانی پت سے ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا، اس کے بعد مولانا حالی کے باقی مکتوبات کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے جمع کیا اور انھیں ''مکاتیب حالی'' کے نام سے طبع کروایا۔[7]

۱۳۳۲ھ میں ایک کتاب ضمیمہ اردو کلیات حالی کے نام سے طبع ہوئی، یہ کتاب مولانا حالی کے عربی اور فارسی مقالات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں مولانا کے عربی زبان میں لکھے ہوئے خطوط بھی ہیں، جن سے ان کی عربی مکتوب نگاری کے اسالیب کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، ان عربی مکتوبات کی تعداد سات ہے، ذیل ان مکاتیب کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

مکتوب (۱) [8]

محررہ: ۱۸۶۶ء[9]

بنام حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ: [10]

هـذه نبـذ كلمات عديدة وعدة ابيات غير سديدة يتوسل بها العبد الذليل الصفر اليدين الملتزم بالشر و الشين المتشبث بالطاف حسين كان الله له ولوالديه فى النشاتين الى المولى الجليل والشيخ النبيل مالك ازمة الاستكمال والتكميل الهادى الى سواء السبيل قدوة السالكين زبدة العارفين رأس الفقهاء والمحدثين قطب الملة

والارشاد قبلة الابدال والاوتاد صدر الشريعة الغراء عمادا الملة البيضاء ومظهر الانابة و الاحتباء وجه العلمآء الأعلام مجاور حرم خير الانام وارث علم النبي مولانا و مرشدنا شاه عبدالغنى المجددي النقشبندي الهندي المدني لا زال ظل فيضه ممدودا وقرع بابه مقصودا سمعت يامولانا أن اعرابيا جاء الى هارون الرشيد بماء كدر ملح اجاج، كان يظن المآء احلى من شريب النبات واصفى من ماء الفرات تقرب به الى الخليفة وجعل فتفرس هارون واطلع على داخلة امره وعلم ان الماء وان يك ملحا فى نفسه ولكنه حلو فى مذاق الاعرابى فمنع القوم عن هتك سره وافشاء امره لكى ياخذه الندم فيرجع خائبا اسفا و امر بعطية جليلة له واخرجه على الحال من بغداد مخافة ان يقيم بها ويشرب من ماء دجلة فيجد حلاوة فى ذوقه ولطافة فى طعمه فيستحى استحياء النادم ويعض بنان السادم فكذلك ارجو انا ايضا يا شيخ يا مولائى ان تنظر الى ما ارسلت اليكم من كلام مجين و قول غير متين نظرة يا بدعوه تكشف عني الغمة وتدركني بصرف الهمة وبذل النهمة مستعينا بجناب سيد المرسلين ومتمسكا بذيل رحمة العلمين فداه امى وابى صلوات الله وسلام اله واصحابه واجمعين فانني قد ملكت نفسى الاهواء واحاط بشرا شرا قلبى بلاء لا خلاق من السداد ولا سبيل الى الرشاد قد اخترت على الاجل عاجلا العجب وان العاجل ايضا كالاجل مفقود رضيت من الجليل بحقير والحقير ايضا ليس بموجود فيا اسفى قد وقعت سهامى كلها عن هدف المقصود و بقيت صفر الكف فى الدنيا والآخره۔

كيف الوصول الى معاد ودتها قلل الجبال و دونهن حتوف
والرحل ما فيه ومالى مركب الكف صفر و الطريق مخوف

فها انت يا شيخ **يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ**☆ وسلام على عباده الذين اصطفى من مجاوری حرم المصطفیﷺ۔ الخ

مولانا حالی کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے:

''خاکسار الطاف حسین چند کلمات اور کچھ ٹوٹے پھوٹے اشعار **قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، راس الفقہاء والمحدثین**، اسلام کے ستون سرور دو جہاںؐ کے حرم کے مجاور، رسول کریمﷺ کے علم کے وارث، مولانا ومرشدنا شاہ عبدالغنی مجددی، نقشبندی، ہندی ومدنی کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔''

مولانا آپ نے سنا ہوگا کہ ایک اعرابی ایک نمکین پانی کا گھڑا لے کر جس کو وہ اپنے خیال میں نہایت شیریں، صاف اور شفاف خیال سمجھتا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ اس کے ذریعہ سے خلیفہ کا تقرب اور خوشنودی حاصل کر سکے، چنانچہ وہ خلیفہ کے دربار میں پہنچا اور وہ پانی اس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خلیفہ نے جب پانی کا ایک گھونٹ پیا تو اس کو پتہ چلا کہ یہ پانی نہایت تلخ نمکین، کڑوا اور گدلا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید معاملہ کی تہہ کو پہنچ گیا، اس نے سمجھ لیا کہ خواہ پانی کتنا ہی کڑوا سہی لیکن اعرابی کے خیال میں وہ پانی بڑا شیریں اور مزے دار ہے۔ اس نے درباریوں کو منع کر دیا کہ خبردار اس کے سامنے اس

بات کا اظہار نہ ہونے پائے۔ خلیفہ نے اس کو بیش قرار انعام دینے کا حکم دیا اور ملازمین کو یہ ہدایت کردی کہ یہ لطائف الحیل اس کو بغدار سے باہر کر دیا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں رہے اور دجلہ کا میٹھا اور شریں پانی پی لے اور اس کو شرمندہ ہونا پڑے۔

اسی طرح اے حضرت میں امید کرتا ہوں کہ آپ میرے اس برے بھلے کلام کو قبولیت کی نظر سے دیکھیں گے۔ اس سے اس کے نقص اور عیب دور ہو جائیں گے، آپ تو ان لوگوں میں سے ہیں جو کسی بری چیز کے آگے سے گزرتے ہیں تو شرافت اور سنجیدگی سے گزر جاتے ہیں۔ میں آپ سے اس بات کی بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ سید المرسلین رحمۃ للعالمین فداہ ابی وامی کی وساطت سے میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات دور فرمائے کیونکہ آج کل مجھے آفات، مصائب اور بلاؤں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جن سے چھٹکارے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، میں نے موت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دی تھی مگر افسوس کہ موت کی طرح دنیا بھی ہاتھ نہیں آئی۔ میں بڑی چیز کو چھوڑ کو حقیر چیز پر راضی ہو گیا لیکن وہ حقیر چیز بھی نہ ملی۔ افسوس کہ میرے سب تیر نشانے سے خالی گئے اور میری وہی حالت ہوئی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم   نہ اُدھر کے رہے نہ اِدھر کے رہے

کسی شاعر نے کیا خوب کہا: محبوبہ سعاد سے کس طرح ملنا ہو سکتا ہے۔ اس کے راستے میں پہاڑوں کی بلند چوٹیاں حائل ہیں۔ پھر میرے پاؤں بھی ننگے ہیں۔ میرے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے جیب بھی خالی ہے اور راستہ بھی پر خطر ہے۔

مولانا ہمیں ہر طرف سے مصائب نے آگھیرا ہے آپ ہماری مدد کیجیے۔ اور ہمارے خالی پیالوں کو بھر دیجیے۔ سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی من محاوری حرم المصطفٰی ﷺ۔ ۱۲

مکتوب (۲) ۱۳

محررہ: ۱۸۶۶/۶۷ء ۱۴

بنام حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ: ۱۵

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سیدنا و نبینا محمد و الہ وصحبہ اجمعین و بعد فیا ایھا الشیخ یا مولای سلام علیکم ازکی سلام ثم سلام علیکم الف الف سلام قد بلغنی منکم ما کنت ارجوا من بشارۃ القول و اجابۃ المامول فشکرا لکم بعد شکر علی ما ادرکتمونی و تدارکتم بالی من محاسبۃ الساعات ومراقبۃ الاوقات، تاللہ لقد فزت من الامال بما لا یرجی ونلت بموھبۃ منکم عظمی ومن مثلکم شیء یسیر، کم فیہ من خیر کثیر فانکم الیوم منتھی قصد و قصاری امل لکل قریب و بعید و شقی وسعید انتم بارض ترابھا شفاء الاسقام ومقام کریم لا یحلہ الا الکرام وانا العبد الذلیل الملتزم بالشر والشین المدعو بالطاف الحسین تجاوز اللہ عما جنت یدیّ وغفر اللہ لی ولوالدی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی من محاوری حرم المصطفی ﷺ۔ ۱۶

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے:

''یا مولائی! السلام علیکم، آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ نے اس قصیدہ کو قبول فرمایا۔ آپ کی دعاؤں سے میں ان مقاصد میں کامیاب ہوا ہوں جن میں کامیاب ہونے کی امید نہیں تھی۔ آپ نے مجھے بڑی زبردست بخشش عطا فرمائی ہے آپ تو اس کو بہت معمولی سمجھتے ہیں لیکن میں اس کی قدر و قیمت جانتا ہوں، آج آپ ہی وہ ذات والا صفات ہیں جو مرجع خلائق اور صاحب خیر و برکت ہیں آپ اس زمین میں جلوہ افروز ہیں جہاں کی مٹی بیماریوں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہے اور جہاں رہنے کی سعادت صرف بڑے بڑے نیک لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں سے درگزر فرمائے اور مجھے اور میرے والدین کو بخشش عطائے فرمائے۔ والسلام''

مکتوب (۳) ۱۷

محررہ: ۶-۷-۱۸۷۲ء ۱۸

بنام مرزا اشرف بیگ دہلوی: ۱۹

سلام علیکم سلام غریب بعید الدار مهجور الاوطان والارض طويل الليل عبوس النهار قد حل ارضا لا انيس بها ولا صاحب وضاقت عليه بما رحبت فاعيت به المذاهب لا يتمكن من عزمه فيبصر قصده ولا يقدر على نفسه فيرى رشده قد تركتموه غرضا لسهام الآلام و درية لطعان الاحزان والاسقام وحيداً طريداً بائنا بعيداً حزينًا كئيبا قلقاً مكروبا ولكنه مع ما به من الهم والشجى ولحزن والاسى وكابة الفراق وحزازة المشتاق ولوعة قلبه ولعوة حبه وشيت باله وجزعه وللباله لا يكاد يشغله عنكم شاغل ولايحول بينه و بينكم حائل وقد القى ذكركم بين عينيه ليانس به ويسكن اليه وكلما يبلغه كتاب او تهب ريح خطاب من عند احد من الاحباب يهيج له شوقا الى شوق ويحشمه من الهوى ما لايسعه الطوق فالحمد لله حمد الصابرين الراضين بقضائه كلما قضى الراجين رحمته، عند كل كره وبوسى على ما قد قيل

ارى الصبر محمود عنه ومذاهب قلل الجبال و دونهن حتوف
والرجل ما فيه ومالى مركب الكف صفر و الطريق مخوف
ارى الصبر محمود عنه ومذاهب فكيف اذا مالم يكن عنه مذهب
هو المهرب المنجى لمن احدقت به نوائب دهر ليس منهن مهرب

فالمرجو منكم يا معاشر الخلاق وخلص الاخوان ان لا تنسوا ما انعم الله عليكم من قريرة اعينكم وسكينة قلوبكم فى محادثة الاحباب سرًا و جهارًا و مفاكهة الاتراب ليلا و نهارا وأن تجعلوا شكر تلك النعمة ذكرنا ومواساتنا و تدارك ما فاتنا من اخضر عيشنا واطيب حياتنا فلا

يشغُلُكم شانٌ عن شاننا و لا يبعدكم بعد ماكننا و من مثلكم نظرة الينا و لو كانت بعد زمان يروى غليل القلب اللهبن واما ما بلغني اليوم بعد دهر طويل من كتابكم الجزيل امركم الحليل فقد سرني اشد سرورٍ وصنع بي ما يصنع لقاء المهجور بالمهجور و ستحدون جوابه ان شاء الله رديف هذا الكتاب منه رجاء في كتابكم المستطاب واما ماسألتم عن بعض اعمال المدارس فقد سألتم عن ظل زائل و رسم دارس والسلام عليكم و على من يحبنا ونحبه ممن لديكم وممن حواليكم [۲۱]

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے: ایسے شخص کی طرف سے سلام قبول فرمائیں جو مسافرانہ زندگی بسر کر رہا ہے نہ اس جگہ اس کو کوئی انیس ہے اور نہ غم خوار۔ زمین اس لیے تنگ ہوگئی ہے اور آسمان دور ہے اس کے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے اس میں یہ بھی طاقت نہیں کہ اپنے واسطے بھلائی کی کوئی راہ تلاش کر سکے۔ آپ لوگوں نے اسے حوادثات زمانہ سے نبرد آزما ہونے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا ہے خواہ اس پر انقلابات زمانہ کی کتنی ہی آندھیاں کیوں نہ چلیں خواہ اس کو کتنی ہی مشکلات کیوں نہ درپیش ہوں خواہ اس کو کتنی ہی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے خواہ اس کو کتنے ہی غم لاحق ہوں خواہ اس کی کیسی ہی بری حالت کیوں نہ ہو مگر آپ لوگوں کو اس کی ذرا بھی پروا نہیں ہے۔ لیکن اس پر بھی اس کی یہ حالت ہے کہ وہ آپ کو نہیں بھولا اور اکثر اوقات وہ آپ لوگوں کے ذکر سے اپنا دل بہلا لیتا ہے جب کبھی اس کو آپ لوگوں کی طرف سے کوئی خط وغیرہ ملتا ہے یا احباب میں کسی سے خطاب کا شرف حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ محبت کی وجہ سے وہ اس قدر تکلیف اٹھاتا ہے جس کی حد نہیں۔

احباب کرام! میں آپ سے صرف گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دوستوں کا آپس میں خلوص و محبت سے ہنسنا بولنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ اس نعمت کی ناشکر گزاری نہ کرو۔ اس نعمت کی شکر گزاری تم اسی طرح سے کر سکتے ہو کہ ہمیں اپنے دلوں میں یاد رکھا کرو۔ اور ہماری غم خواری کیا کرو۔ نیز مصیبت پڑنے پر حتی الامکان ہماری اس مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کیا کرو، یہ نہ ہو کہ دوسرے کاموں کی وجہ سے ہمیں بھلا دو اور دوری کی وجہ سے ہم سے بالکل غافل ہو جاؤ۔

ایک لمبے عرصہ کے بعد آپ کا خط ملا جس سے ازحد مسرت حاصل ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا دو مہجور آپس میں مل گئے ہیں۔ اس خط کا جواب ان شاء اللہ اس خط کے بعد دوں گا۔ آپ نے جو اسکولوں کے احوال کے متعلق پوچھا ہے تو وہ ایک گئی گزری بات ہوئی اب اس کا کیا پوچھنا؟

مکتوب (۴)[۲۱]

محررہ:......[۲۲]

بنام مرزا اشرف بیگ دہلوی[۲۳]

سلام علیکم اعلی سلام من قبل الغریب المستهام و بعد فهذا جواب ما بلغنی من کتابکم المتین و خطابکم الزرین فی لسان عربی مبین فوقع عندی موقعا حسنا و سررت به اشد سرور ولکنه قد وقع فی استجوابه نحو من التمکث الغیر المعتاد فوالذی نفسی بیده ما منعنی منه الا انه کان الزمان زمان الفتنة والبلاء والمرض والوباء قد انزوت العافیة فی الزوایا و احدقت بالبلد انواع البلایا و کان الناس بین صرعی و قتلی فمنهم من لسعتهُ الحمّی ولدغه الصداع ومنهم من قتلته الهیضة بذات ا لشفرتین من سیف الاسهال والهواع وکان الجددی العام مزیدا علی ذلك ابتلیتُ به صغارهم و کبارهم وذکورهم و اناثهم فهلك من هلك ونجا من نجا۔ و اما الباقون و انا منهم وقلیل ما هم فکانوا بین الخائفین والراجین الذین یاتیهم الموت من کل مکان و ماهم بمیتین ولم یزل کان الامر کذلك حتی صار الموت والحیوة کفرسی دهان یسبق هذا تارة وتلك اخری [۲۴]

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے: السلام علیکم یہ اس خط کا جواب ہے جو آپ نے مجھے عربی زبان میں لکھا تھا۔ اس خط کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا۔ آپ حیران ہوں گے کہ پچھلے عریضہ میں میں نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ آج کل سخت فتنہ وفساد، امراض، بلاؤں اور وباؤں کا زمانہ ہے۔ قسم قسم کی مصائب اور آفتیں آسمان سے نازل ہو رہی ہیں، کہیں سانپوں کے کاٹنے سے لوگ مر رہے ہیں بعض ہیضہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ چیچک عام ہے، چھوٹے بڑے مرد عورتیں، سب ان بلاؤں میں گرفتار ہیں۔ کئی لوگ انہی میں مبتلا ہو کر اس جہان فانی سے کوچ کر چکے ہیں اور باقی جو رہ گئے ہیں، وہ خوف اور رجا کی حالت میں موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ موت وحیات کی کشمکش گھوڑ دوڑ کی طرح جاری ہے کبھی یہ بڑھ جاتی ہے کبھی وہ۔

مکتوب (۵) [۲۵]

محررہ: نومبر ۱۸۹۱ء [۲۶]

بنام مولوی سید حسین بلگرامی [۲۷]

اقمت معتصما شهرا و ایاما بحبل رافتکم فی حیدر اباده
فهذا دعاءٌ وتذکارٌ لنعمتکم وشکرٌ لاحسانکم یا سید السادہ
ولست بناس طول عمری صنیعکم کذا اجرت بادکار النعمة العاده

و بعد فقد وصلت یا سیدی فی ۳ نومبر یوم الثلثاء بنعمته وحسن توفیقه من بمبئی الی

دلی سالما و غانما و كنت فی بمبئی نزيلا فی منزل صاحبكم الجليل المبجل الممتاز عن الاقران فی المعمورة بالسيرًا العادلة و الاخلاق المرضية السيٹھ غلام حسين المنتبزة عن كل شين الذی فی زورته سكينة للقلب و قريره للعين ستين ساعة فعاملنی هذا الفتی معاملة لا تكاد تقع بين الاجانب بل عاشرنی معاشرة لاصحاب بالاصحاب ورافقنی مرافقة لخلان بالخلان و ارانی من خصائص المعمودة و عجائبها ومراسيها و مراكبها فوق ما كنت ارجوا ان اريها وله غير ذلك من الصنناء التی صنع بنا ما لا يوصف باللسان ولا يقيه اللفظ ولا بيان فياليت شعری اشكركم اياكم علی ما هديتمونی منزل الرجل النبيل ودللتمونی علی سواء السبيل الی خوان الخليل ام احمد الرجل علی ما اكرمنی واحسن مثوای و اعاننی علی ما كنت بصدده من اطلاع احوال المعمودة و بالغ فی حسن الاضافة و القری ولم ياذن لی بالرحلة من بمبیء الا كرها فوالله لئن كان الاسمعيليون كلهم متخلقين بالاخلاق اخيهم هذا جزمت بان الناجية من الفرق الاسلامية فی الفرقة الاسمعيلية لاغير۔ ثم ان الرجل كان يقول مشتكيا عن جنابكم الرفيع انكم لم تكتبوا كتابا منذ زمان طويل ولم تطلعوه علی احوالكم ولم تسئلوا عنه وعن احواله و امرنی اخبركم بذلك واسألكم تداركوا اماناتكم وما علی الا البلاغ[۲۸]

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے:

میں ۳ نومبر کو منگل کے روز بمبئی سے دہلی بخیریت و عافیت پہنچ گیا۔ بمبئی میں سیٹھ غلام حسین کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ سیٹھ صاحب نے مجھ سے نہایت مہربانی اور الفت کا سلوک کیا جو برتاؤ انہوں نے میرے قیام بمبئی میں میرے ساتھ کیا اس کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے اجنبی ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بڑے گہرے دوست عرصہ کے بعد پھر ملے ہیں۔ میں ان کا کسی طرح بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرنا بے حد ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسے آدمی کا پتہ دیا جو الفت محبت اور مہمان نوازی میں یکتا ہے۔ سیٹھ صاحب مجھے بمبئی سے آنے ہی نہ دیتے تھے۔ بڑے سخت اصرار کے بعد انہوں نے مجھے آنے کی اجازت دی۔ اگر سارے اسمٰعیلی فرقہ کے لوگ اسی طرح حسن اخلاق سے متصف ہیں تو مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے جس فرقہ ناجیہ کا ذکر فرمایا ہے وہ یہی فرقہ اسمٰعیلیہ ہے۔ ان کو آپ سے ایک شکایت بھی ہے کہ آپ نے ایک لمبے عرصہ سے ان کو کوئی خط وغیرہ نہیں بھیجا۔ اور اپنے حالات سے اطلاع نہیں دی۔ اور نہ ہی ان کا حال احوال پوچھنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس کوتاہی کی تلافی جلد کریں گے اور ان کو شکایت کا اور کوئی موقع نہیں دیں گے۔

مکتوب (۶)[۲۹]

محررہ: ۱۸۸۸ء-۱۸۸۹ء[۳۰]

بنام مدیر نحلہ ادبیہ، لندن[۳۱]

قداسة القس الجليل قد وصلني من اول تموز الى اخر تشرين الثانى ثلثة اعداد من جريدتكم الفريدة المسماة بالنحلة الأدبية التى تلوح اثار قبول العالمين من غرتها البيضاء فتمتعت بما فيها من سوانح الاخبار وبدائع الافكار و فوائد اخرى يعجز عن حصرها لسان الاظهار فبعد ما اتشكر غاية التشكر على ما احسنتم الى مثل هذا المسكين بارسال الجريدة اقول انى مع بالى من شده الولع وغاية الحرض على مطالعة النحلة لا استطيع ان اشترك فيها و ان مثلى فى الباب كمثل ظمان على راس بئر ما له "دلو" ولا "سبب" يتوصل به الى الماء ولا قلب يصبر على العطش ولكنى اتعهد ان شاء الله بالسعى المقدور فى نشر نفحات النحلة وبركاتها بين ابناء الوطن من الاخوان والخلان وغيرهم من رؤساء ادارت التعليم الذين يعرفوننى ولو بادنى معرفة و اما اغنياء هذه الصفحات من الملوك والامراء الاكابر فليسوا فى شيء من ذوق العلم ومطالعة الجرنالات و تفحص الاخبار وذلك السعى الذى تعهدت به لا يكون منى على شرط عوض من جنابكم بل يكون لمحض اشاعة الخير والبركة بين الناس ولما يقتضيه الاخوة الانسانية من التعاون والتساند هذا و ان كنتم تمنون بعد ذلك بارسال الجريدة فلا يسعنى الايتان بغير التشكرعلى هذا الامتنان باللسان والجنان الا انه فى عزم هذا النحيف على تقدير وصول النحلة فيما بعد ان ابلغ فى كل شهرين او اكثر مرة واحدة بعض الحوادث المهمة الواقعة بهذه الافطار الى حضرتكم بمثل هذه العربية المستهجن التى لا تكاد تقع عند اهل اللسان موقعا حسنا او باحدى اللغتين من الفارسية والهندية ان لم يكن على خلاف شرط النحلة ثم لى فى خصوص امر الجريدة كلام اخر لا بد ان ابوح به فى حضرتكم وهو ان ترجمتها بالانكليزية ان كانت مطابقة بكل لفظ لفظ من العربية بحيث لا يبقى لغة من اللغات المؤلدة او المعربة مجهولة غير مفسرة لكان اقرب الى فهم اهل الهند و اوقع فى قلوبهم فان اللغات المتداولة بين ايديهم من الصراح والقاموس وغيرهما ليست بكافلة لجميع ما فى العربية الحالية من الالفاظ القديمة والحديثة وطيء هذه الصحيفة قيمة اخرى بالانكليزية ارجو ان يكون النظر فيها منتجا لبعض النتائج الحسنة۔ والسلام خيرختام[۳۲]

عزت مآب عیسائی راہنما مدیر "نحلہ ادبیہ"!

مجھے آپ کے منفرد مجلّے "نحلة ادبية" کے تین شمارے جولائی کے شروع سے لے کر نومبر کے آخر تک وصول ہوئے۔ جس کی ابتدا سے ہی قبولیت کے آثار واضح ہیں۔ میں اس کے جدید افکار اور اچھے واقعات سے لطف اندوز ہوا۔ جس کا اظہار زبان کے بس میں نہیں۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنا مجلّہ ارسال کر کے اس فقیر پر احسان کیا۔ عرض ہے کہ 'نحلہ' کو پڑھنے کی انتہائی حرص اور بہت زیادہ شوقِ مطالعہ کے باوجود میں اس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ میری مثال تو اس پیاسے کی سی ہے جو کنویں کے اوپر کھڑا ہے مگر پانی حاصل کرنے کے لیے نہ اس کے پاس ڈول ہے اور نہ رسی، تاکہ وہ پانی تک رسائی حاصل کر سکے۔ اور نہ میرا دل پیاس برداشت کرنے کی ہی طاقت رکھتا ہے۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں، ان شاء اللہ، امکانی حد تک اس مجلّہ کے افکار کو احباب اور اہلِ وطن میں نشر کرنے کی کوشش جاری رکھوں گا۔ اور ایسے لوگوں میں جو تعلیمی مراکز کے ذمہ دار ہیں اور میری ان سے جان پہچان بھی، اگر چہ معمولی بھی ہو۔ لیکن درہم و دینار کے پجاری اور ملوک وسلاطین چونکہ وہ علم کے ذوق سے محروم ہیں اور علمی و ادبی رسالوں کی اہمیت سے بے بہرہ ہیں۔ ایسے لوگوں کو علمی رسالوں سے کوئی غرض نہیں۔ اور میرا یہ وعدہ محض اچھائی کی نشر و اشاعت کے لیے بلا معاوضہ ہے۔ اور انسانی بھائی چارے کا تقاضا تعاون اور ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہی ہے۔ اور اگر آپ پھر بھی مجھے یہ ادبی رسالہ بھیجتے ہیں تو میں آپ کو سوائے زبان اور دل کی گہرائیوں سے شکریہ کے علاوہ کوئی بدلہ نہیں دے سکتا، اور میرا عزم ہے کہ آپ کے رسالہ کی وصولی کی صورت میں ہر دو ماہ یا اس سے زیادہ وقت کے بعد اس ملک کے ضروری حالات سے اس ٹوٹی پھوٹی عربی کے ذریعے، جو کہ اہل عرب کے ہاں زیادہ تر پسند نہیں کی جاتی، آگاہ کرتا رہوں۔ یا دونوں زبانوں فارسی یا ہندی (اردو) میں سے ایک کے ذریعے۔ بشرطیکہ یہ چیز آپ کے رسالہ کے قواعد کے خلاف نہ ہو۔ اور ہاں آپ کے ادبی رسالے کے متعلق ایک بات آپ کی خدمت میں ضرور ذکر کرتا ہوں کہ اگر اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کر دوں خواہ وہ لفظی ہی کیوں نہ ہو۔ تاکہ تمام مشہور زبانوں میں خواہ وہ عربی یا اس سے پیدا شدہ ہو، تو وہ اہل ہند کے فہم کے زیادہ قریب اور دلوں پر اثر دکھانی والی ہے، وہ زبانیں جو اُن میں رائج ہیں خواہ وہ عامی ہوں یا فصیح، وہ موجود عربی زبان کے تمام قدیم وجدید الفاظ کے لیے ناکافی ہیں۔ اس لیے انگریزی زبان میں اس مجلّے کو پیش کرنے کی اور بھی اہمیت ہے۔

مجھے امید ہے کہ ان گزارشات پر غور و فکر بہتر نتائج دے سکتا ہے۔ والسلام خیر ختام [۳۳]

مکتوب (۷) [۳۴]

محررہ: ۱۸۸۸ء-۱۸۸۹ء [۳۵]

بیروت کے ایک فاضل کے نام[۳۶]

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على رسوله محمد و اله و اصحابه اجمعين و بعد فاني قد سمعت ان المعلم الشهير فانديك الامريكاني النزيل ببيروت رتب سلسلة من الكتب في العلوم الجديدة و سماها "النقش في الحجر" واني اريد شراء جملة الكتب التي تضمنها هذه السلسلة من اوّلها الى اخرها و ايضا قد سمعت من بعض ثقات الهند الذين قد لاقوكم في البيروت ان تلك السلسلة يمكن وصولها الينا بتوسط جنابكم فاسالكم يا مولينا اننا باى طريق نطلبها و كيف نودى ثمنها وهل يمكن ارسالها الى الهند بالطريقة التي جرت في سائر الممالك الانكليزة وهي اهالى البوسطة يبلغون الاشياء الى المكتوب اليهم بعد اخذ الثمن ويدفعون الثمن الى المالك ويسمون هذه الطريقة بانكليزية "ويليوپے ايبل" وترجمته بالعربية (مايجب اداء ثمنه) فعندما يصل الينا الجواب من عند حضرتكم الجليلة نطلب تلك السلسلة الجديدة بالطريقة التي تصفونها لنا۔ والسلام خير ختام[۳۷]

مولانا کے اس مکتوب کا اردو ترجمہ یوں ہے: عرض ہے کہ میں نے سنا ہے کہ مشہور امریکی پروفیسر خاندیک مقیم بیروت نے علوم جدیدہ کے بارے میں کتابوں کا ایک سلسلہ مرتب کیا ہے اور اس سلسلہ کا نام 'النقش فی الحجر' رکھا ہے۔ میں اس سلسلہ کی سب کتابیں خریدنا چاہتا ہوں میں نے ہندوستان میں بعض معتبر آدمیوں سے جو بیروت میں آپ سے مل چکے ہیں سنا ہے کہ یہ کتابیں آپ کی وساطت سے مل سکتی ہیں، براہ کرم آپ مجھے لکھیں کہ کس طرح سے کتابیں ہمارے پاس پہنچ سکتی ہیں اور کس طرح سے ان کی قیمت ادا کی جائے۔ انگریزی ممالک میں یہ قاعدہ ہے کہ اگر ایسی صورت ہوتی ہے تو ڈاک خانہ والے مکتوب الیھم سے قیمت وصول کر کے وہ پارسل ان کے حوالے کر دیتے ہیں اور قیمت بھیجنے والے کو روانہ کر دیتے ہیں۔ اس سسٹم کا نام ویلو پے ایبل (جس کی قیمت ادا کرنا ضروری ہو) ہے کیا آپ اس طریق سے کتابیں نہیں بھیج سکتے؟ بہر حال جو طریقہ ہو اس سے جلد مطلع فرمائیں۔ جو طریقہ آپ بتائیں گے اسی طرح سے یہ سلسلہ منگوالیا جائے گا۔ والسلام خیر ختام۔

خلاصہ بحث

مولانا الطاف حسین حالی کے یہ سات خطوط عربی نثر نگاری کا عمدہ نمونہ ہیں۔ ان میں فصیح عربی زبان استعمال کی گئی ہے، البتہ ان میں کتابت کی بہت سی اغلاط سامنے آئیں جن کی حتی الامکان اصلاح کر دی گئی ہے، تاہم ان اغلاط کی نشاندہی نہیں کی گئی تا کہ ان مکاتیب کا تسلسل متاثر نہ ہو۔

ان خطوط کے ترجمے میں الفاظ کی پاسداری نہیں کی گئی بلکہ ترجمے میں مفہوم کو اختصار کے ساتھ پیش کر دیا گیا

ہے، مثلاً پہلے مکتوب میں آنے والی آیت یٰاَیُّھَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَھْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ کا ترجمہ یوں کیا گیا:

''ہمیں ہر طرف سے مصائب نے آگھیرا ہے آپ ہماری مدد کیجیے۔ اور ہمارے خالی پیالوں کو بھر دیجیے۔''

حالانکہ یہ آیت کا ترجمہ نہیں بلکہ مدعا ہے، آیت کا ترجمہ یہ ہے:

''اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف پہنچی ہے اور ہم حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں، تو ہمارے لیے ماپ پورا دے دیجیے اور ہم پر صدقہ کیجیے، یقیناً اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔''

ان مکاتیب کے آغاز و اختتام کے دعائیہ جملوں کا ترجمہ بھی چھوڑ دیا گیا ہے، یا انھیں بعینہ (بغیر اردو ترجے کے) ترجمہ میں ذکر کر دیا گیا ہے، جیسا کہ درجِ ذیل بیانات سے واضح ہوتا ہے:

پہلے خط کے الفاظ سلام علی عبادہ الذین اصطفی من محاوری حرم المصطفیٰ ﷺ، دوسرے مکتوب کے ابتدائی الفاظ الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی سیدنا و نبینا محمد و الہ وصحبه اجمعین و بعد فیا ایھا الشیخ ، اور اختتامی الفاظ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی من محاوری حرم المصطفی ﷺ، خط۳ کا آخری حصہ والسلام علیکم و علی من یحبنا و نحبه ممن لدیکم وممن حوالیکم ،مکتوب۴ کے ابتدائی الفاظ سلام علیکم اعلی سلام من قبل الغریب المستھام و بعد ،مکتوب۵ کے درجِ ذیل ابتدائی ابیات

اقمت معتصما شھرا و ایاما	بحبل رافتکم فی حیدر اباده
فھذا دعاءٌ و تذ کارٌ لنعمتکُم	و شکرٌ لاحسانکم یا سید السادہ
ولست بناس طول عمری صنیعکم	کذا اجرت بادکار النعمة العادہ

(حیدر آباد میں مَیں نے ایک ماہ اور کچھ دن آپ کی شفقت کی رسی کو تھامے رکھا، محترم المقام! یہ میری طرف سے دعا ہے اور آپ کی نعمت کی یادگیری اور آپ کے احسان کا شکر ہے۔ مَیں آپ کی کارگزاری (حسنِ سلوک) کو ساری زندگی فراموش نہیں کر سکتا، نیکی کا بدلہ اسی طرح نیکی کو یاد رکھ کر عموماً دیا جاتا ہے۔)

نیز اس مکتوب کے آخری کلمات انکم لم تکتبوا کتابا منذ زمان طویل ولم تطلعوہ علی احوالکم ولم تسئلوا عنه وعن احواله وامرنی اخبرکم بذلك واسألکم تدارکوا اماناتکم وما علی الا البلاغ اور مکتوب۷ کے ابتدائی الفاظ الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی رسوله محمد و الہ واصحابه اجمعین و بعد، اور آخری الفاظ و السلام خیر ختام۔

ان مکتوبات کے بعض نقطہ ہائے نظر بھی محل نظر ہیں، مثلاً مکتوب۵ میں اسماعیلیوں کے بارے میں مولانا حالی کی رائے وغیرہ۔

حوالہ جات وحواشی

ا صدیقی، افتخار احمد، پروفیسر، کلیاتِ نظم حالی، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، ص:۱۷

۲ حالی، الطاف حسین، مولانا، سوانح عمری، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص:۱

۳ حالی، الطاف حسین، مولانا، مثنویاتِ حالی، (تقدیم: مرتضیٰ حسین فاضل)، ناشر احمد علی شیخ، لاہور، ص:۱۰

۴ مثنویاتِ حالی، ص:۴۴، ۱۰۴

۵ حالی، الطاف حسین، مولانا، دیوانِ حالی، (مرتب: فرحت صبا)، خیام پبلشرز، اردو بازار، لاہور، ص:۵۲

۶ رام بابو سکسینہ، تاریخِ ادبِ اردو، مکتبہ عالیہ، انارکلی، لاہور، ص:۴۷۳

۷ مثنویاتِ حالی، ص:۲۱

۸ اس مکتوب کے ہمراہ جناب شاہ عبدالغنی کی خدمت میں قصیدہ مدینہ منورہ بھیجا گیا تھا۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی میں اس مکتوب کے آغاز میں درج ہے کہ ضراعت نامہ موسومہ اعلیٰ حضرت مولانا ومقتدانا شاہ عبدالغنی قدس سرہ کہ باقصیدہ بائیہ در مدینہ منورہ ارسال داشتہ بود۔

۹ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے لیکن مولانا نے ضمیمہ کلیات نظم حالی کی تمہید میں ص ۴ پر اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے شاہ عبدالغنی قدس سرہ کی خدمت میں قصیدہ تقریباً ۱۲۸۳ھ میں مدینہ منورہ بھیجا تھا۔ عیسوی تقویم کے اعتبار سے ۱۶ مئی ۱۸۶۶ء کو ہجری سال ۱۲۸۳ کا آغاز ہوا تھا۔ اندازہ ہے کہ یہ مکتوب ۱۸۶۶ء کے آخر میں لکھا گیا ہوگا۔

۱۰ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحات ۱۳۵ تا ۱۴۰ پر قصیدہ کے ساتھ شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی مولانا حالی کی حیات (یعنی اگست ۱۹۱۴ء) میں شائع ہوئی تھی اور مرتب مکاتیب حالی اس سے بخوبی آگاہ تھے۔ کیونکہ انہوں نے مکاتیب حالی کے پیش لفظ (ص ۹) میں لکھا ہے کہ: "۱۹۲۴ء میں میں نے مخدومی خواجہ سجاد حسین صاحب (فرزند ارجمند مولانا حالی مرحوم) کے ارشادات کے ماتحت ان کے محترم والد کے خطوط کا ایک ضخیم مجموعہ مرتب کیا تھا جو دو جلدوں میں حالی پریس سے چھپ کر شائع ہو چکا ہے......" اور اسی مجموعہ یعنی مکتوبات حالی کے ص ۷ کے پاورق پر مولف کی طرف سے وضاحت موجود ہے کہ یہ فارسی اور عربی کلام مولانا حالی مرحوم نے انتقال سے پہلے ضمیمہ کلیات اردو کے نام سے شائع کر دیا تھا لہٰذا شیخ صاحب اپنے مرتبہ مجموعہ مکاتیب حالی میں شامل کردہ فارسی اور عربی مکتوبات کے ماخذ کی جانب اشارہ فرما دیتے تو مناسب ہوتا۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ حالی پریس سے مکتوبات حالی ۱۹۲۴ء میں نہیں بلکہ ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئے تھے اور ان پر مولف کے طور پر خواجہ سجاد حسین کا نام درج ہے نہ کہ شیخ صاحب کا۔ البتہ حصہ اول کے آخری صفحہ (۲۰۷) پر لکھا جاتا کہ رقم زدہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی اور حصہ دوم کے آخری صفحہ (۴۵۷) پر درج ہوتا کہ کتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی

پتی اس بات کا ثبوت ہے کہ **مکتوبات حالی** کی کتابت شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے کی تھی اور اس لحاظ سے وہ خواجہ سجاد حسین کے شریک کار رہے تھے۔

☆ سورۂ یوسف:۱۲، ۸۸

۱۱ **ضمیمہ کلیات نظم حالی**، تحفہ ہند پریس، دہلی، ۱۳۳۲ھ ص ۱۲۹، ۱۳۰

۱۲ عربی مکتوبات کا یہ ترجمہ **مکاتیب حالی** مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، صفحات ۱۵ تا ۱۶۴ سے ماخوذ ہے۔ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے پیش لفظ میں صفحہ ۱۰ پر ذکر کیا ہے کہ یہ ترجمہ محمد احمد (مولوی فاضل) نے کیا تھا۔

۱۳ حضرت شاہ عبدالغنی کی خدمت میں مولانا حالؔی نے یہ مکتوب ان کی جانب سے مولانا کے خط اور قصیدے کی رسید بھیجنے پر شکریہ ادا کرنے کے لیے لکھا۔

۱۴ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے لیکن مولانا نے **ضمیمہ کلیات نظم حالی** کی تمہید میں (ص ۴ پر) اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے شاہ عبدالغنی کی خدمت میں قصیدہ تقریباً ۱۲۸۳ھ میں مدینہ منورہ بھیجا تھا۔ عیسوی تقدیم کے اعتبار سے ۱۶ مئی ۱۸۶۶ء کو ہجری سال ۱۲۸۳ کا آغاز ہوا تھا۔ اندازہ ہے کہ مولانا نے مکتوب الیہ کے نام اپنا پہلا مکتوب، قصیدہ کے ہمراہ ۱۸۶۶ء کے آخر میں لکھا تھا۔ اس لیے اندازہ ہے کہ یہ مکتوب ۱۸۶۶ء کے آخر یا ۱۸۶۷ء کے آغاز میں لکھا گیا ہوگا۔

۱۵ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی **مکاتیب حالی** کے صفحہ ۱۴۱ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔ **ضمیمہ کلیات نظم حالی**، مولانا حالی کی حیات میں شائع ہوئی تھی اور مرتب مکاتیب حالی اس سے بخوبی آگاہ تھے۔

۱۶ **ضمیمہ کلیات نظم حالی** ص ۱۳، ۱۳۱

۱۷ مرزا اشرف بیگ دہلوی مولانا حالی کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ مکتوب کا مضمون بھی اس پر دال ہے کہ مولانا کا ان سے محبت اور دوستی کا تعلق کس قدر گہرا تھا۔ ان ہی کی فرمائش پر مولانا نے مرزا الٰہی بخش کی شادی پر مبارک باد دیتے ہوئے عربی نظم کہی تھی جو **'ضمیمہ کلیات نظم حالی'** میں صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴ پر شامل ہے۔

۱۸ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ مولانا کا تعلق ۱۸۶۳ء میں شیفتہ سے ہوا اور یہیں سے ان میں عربی اور فارسی لکھنے کا ذوق پیدا ہوا۔ شیفتہ کے ہاں آٹھ نو برس گزارے اور پھر ان کی وفات کے بعد مولانا کو پنجاب بک ڈپو لاہور میں ملازمت مل گئی، انہوں نے تقریباً چار برس تک لاہور میں کام کیا۔ کیونکہ مولانا نے یہ مکتوب لاہو سے تحریر کیا تھا اس لیے اندازہ ہے کہ یہ ۱۸۷۲ء اور ۱۸۷۶ء کے درمیان لکھا گیا ہوگا۔

۱۹ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی **مکاتیب حالی** کے صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۳ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۲۰ **ضمیمہ کلیات نظم حالی** ص ۱۳۱، ۱۳۲

۲۱۔ مرزا اشرف بیگ دہلوی کے نام مولانا کا یہ دوسرا مکتوب جو ضمیمہ کلیات نظم حالی میں شامل ہے۔ کتاب کے پاورق پر مولانا نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ اس خط کا آخری حصہ تلف ہوگیا۔ اس لیے ناتمام حالت میں ہی چھپوادیا گیا۔

۲۲۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سے مکتوب الیہ کی کافی خط وکتابت رہی تھی۔ اس مکتوب میں وباء اور بیماریوں کا ذکر موجود ہے لیکن اس سے بھی درست اندازہ لگانا ممکن نہیں کیونکہ اس زمانے میں وبائی بیماریوں کی کثرت رہتی تھی اور پھر یہ ایک نامکمل تحریر ہے۔ لیکن مکتوب الیہ کے نام مولانا کے پہلے مکتوب کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ یہ ۱۸۷۶ء کے بعد کی تحریر ہے۔

۲۳۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۴ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۲۴۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳۲، ۱۳۳

۲۵۔ مولانا حالی نے سر سید احمد خان اور دوسری شخصیات کے ہمراہ چندہ مہم کے سلسلہ میں حیدر آباد کا سفر کیا اور براستہ بمبئی واپس آئے۔ بمبئی میں نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کے دیرانہ دوست سیٹھ غلام حسین کی میزبانی سے لطف اندوز ہوئے۔ اس مکتوب میں انہوں نے نواب عماد الملک کو اس سے آگاہ کیا تھا۔

۲۶۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳۳، ۱۳۴

۲۷۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ مولانا نے سر سید احمد خان کی قیادت میں وفد کے ہمراہ ۱۸۹۱ء کے آخر میں حیدر آباد کا کامیاب دورہ کیا تھا۔ مولانا حالی کے مکتوب بنام خواجہ سجاد حسین (محررہ ۱۶ نومبر ۱۸۹۱ء) میں حیدر آباد سے واپسی کا ذکر موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس عربی مکتوب میں مولانا نے ۳ نومبر بروز منگل واپسی کا ذکر ہے۔ کیلنڈر کی رو سے ۱۸۹۱ء کے ۳ نومبر کو منگل کا دن تھا۔ اندازہ ہے کہ مولانا نے یہ مکتوب نومبر کے پہلے ہفتہ میں لکھا تھا۔

۲۸۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۵ تا ۱۴۶ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۲۹۔ لندن سے ایک ادبی ماہوار رسالہ نحلہ ادبیہ کے نام سے جاری ہوتا تھا۔ مدیر رسالہ نے مولانا کے نام اس کے کچھ شمارے بھجوائے جس پر مولانا نے یہ مکتوب تحریر کیا۔

۳۰۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳۴-۱۳۶

۳۱۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ لیکن ضمیمہ کلیات نظم حالی میں سر سید احمد خان پر مولانا کا ایک طویل عربی مضمون جملۃ صالحۃ کے نام سے صفحات ۱۴۲ تا ۱۵۶ پر موجود ہے اور اس کے پاورق پر مولانا کی وضاحت موجود ہے کہ تقریباً ۲۵-۲۶ برس گزرے ہوں گے کہ لندن سے ایک ماہوار عربی رسالہ موسوم بہ نحلہ ادبیہ جاری ہوا تھا۔ جس کے چند پرچے مدیر رسالہ مذکور نے میرے نام بھی بھیجے تھے۔ اور میں نے بجائے قیمت ادا کرنے کے اس کی قلمی اعانت کرنے کا

وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ ایک آرٹیکل مرحوم سر سید احمد خان کے حالات اور ان کی ملی وقومی خدمات پر اپنی ٹوٹی پھوٹی عربی میں......''ضمیمہ کلیات نظم حالی اگست ۱۹۱۴ء میں شائع ہوئی تھی اور مولانا نے مدیر سے ۲۵۔۲۶ برس پہلے رابطے کا ذکر کیا ہے۔ گویا یہ مکتوب ۱۸۸۸ء یا ۱۸۸۹ء کی تحریر ہے۔

۳۲۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۸ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۳۳۔ اس مکتوب کا ترجمہ دستیاب نہیں ہوسکا، اس کا اردو ترجمہ مقالہ نگار نے بعض احباب کی معاونت سے خود تحریر کیا ہے۔ (شہباز حسن)

۳۴۔ مولانا حالی نے یہ مکتوب بیروت کے کسی دانشور کو لکھا تھا لیکن اتفاق سے وہ ان کا نام خود بھی بھول چکے تھے۔ مکتوب کے آغاز پر مولانا کی یہ تحریر موجود ہے کہ ''بنام بعضے از اہل علم کہ در بیروت مقیم بودند و نام ایشاں فراموش شدہ۔''

۳۵۔ اس مکتوب پر تاریخ اور سن تحریر درج نہیں ہے۔ لیکن ضمیمہ کلیات نظم حالی میں اس کی تاریخ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳۶۔ اس مکتوب کو شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے بھی مکاتیب حالی کے صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰ پر شامل کیا ہے لیکن انہوں نے اس کے ماخذ کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا۔

۳۷۔ ضمیمہ کلیات نظم حالی، ص ۱۳۴-۱۳۶

نقوشِ یادِ رفتگاں

زندگی کا سفر مکمل کر کے گذر جانے والی شخصیات کی یاد میں لکھے گئے مضامین کا مجموعہ

ازقلم:

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

جس میں ان شخصیات کی یادوں کا تذکرہ ہے۔

☆ نوح ناروی ☆ مطلوب الحسن سیّد ☆ وحیدہ نسیم ☆ فروغ احمد ☆ نثار احمد اسرار ☆ سید جمیل نقوی ☆ نظیر صدیقی ☆ راحت مسعود ☆ نیر بانو ☆ مشفق خواجہ ☆ صفدر حسین ☆ کبیر احمد جائسی ☆ علی محسن صدیقی ☆ آفاق صدیقی ☆ سرشار صدیقی ☆ احمد ہمیش ☆ عاصی کرنالی ☆ امراؤ طارق ☆ محمد عالم مختار حق ☆ غلام حسین ذوالفقار ☆ شکیل صدیقی

زیرِ اہتمام: ادارۂ قرطاس (زیرِ طبع)